



## سوال

(511) بلیک مارکیٹ جائز نہیں

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

زید امام مسجد ہے اور پابند شریعت ہے وہ اپنا گوٹہ، (کھانڈ، تیل یا کپڑا وغیرہ) اپنے کارڈ پر حاصل کر کے زیادہ قیمت پر فروخت کر دیتا ہے جب لوگوں نے اس سے کہا کہ ایسا کرنا قانون مروجہ کی رو سے جرم ہے تو اس نے کہا کہ جرم ہے تو ہو لیکن شریعت نے تجارت کو جائز قرار دیا ہے اور یہ بھی تجارت ہے اب سوال یہ ہے کہ زید کا یہ جواب کہاں تک درست ہے؟

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

قانون مروجہ کے خلاف بلیک کرنا حرام ہے حدیث شریف میں مذکور ہے

الائم ما حاک فی نفسک و کرہت ان یطلع علیہ الناس

”یعنی گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تو برا سمجھے کہ لوگوں کو خبر ہو“ یہ حدیث بلیک پر صادق آتی ہے مگر بلوہ عام ہے (۵ رمضان ۱۳۲۵ء سہ)

تشریح

(از حضرت العلام مولانا ابوسعید شرف الدین صاحب محدث دہلوی)

سوال :- جب اپنے مال کا ہر شخص کو اختیار ہے کہ جس قیمت سے چاہے بیچے تو پھر بلیک بیچنا کیوں ناجائز ہوا جب کہ تراضی طرفین بھی ہو اور کنٹرول کا کیا اعتبار ہے یہ تو حکومت غیر مسلمہ کا ہے اور تسعیر تو جائز نہیں اور **وَأَعْلَىٰ لِلَّهِ الْبَيْعُ وَالْحَرَمُ لَزِيْلًا** میں بلیک کیوں نہ داخل ہو، ینوا تو جروا۔

الجواب :- اقول بحول اللہ وتوفیقہ وهو البادی الی الصواب

بیع بلیک یعنی چور بازاری جائز نہیں قطعاً حرام ہے **وَأَعْلَىٰ لِلَّهِ الْبَيْعُ وَالْحَرَمُ لَزِيْلًا** میں ہرگز داخل نہیں ہو سکتی اس لئے کہ بیع شرعی میں کسی شخص کا اور کے مال میں کسی قسم کا تصرف



مطلقاً جائز نہیں تھاتے کہ اس بیع یا دیگر تصرفات میں شرعی اجازت نہ ہو اس لئے کہ از روئے شرع ہر قسم کے تصرف خصوصاً بیع میں اس کے ارکان و شروط ترک و مواعج کا ہونا بھی لازم ہے اور تراضی طرفین تو اشیاء سنتہ منصوصہ فی الربا کی بیع بصورت عدم مساوات بھی عہد نبوی میں ہوتی تھی مگر پھر بھی حدیث نبوی میں اس کی حرمت کتب صحاح ستہ میں موجود ہے ایسے اور بھی کئی ایک قسم کی بیوع میں باوجود تراضی طرفین کے حرمت ثابت ہے جو علماء ربانین پر مخفی نہیں اور تراضی طرفین تو قمار یعنی جوئے میں بھی ہوتی ہے اس لئے عہد نبوی میں قدرۃ جو قسط سالی ہوتی تھی وہ عرف عام ہو گیا تھا اور ظاہر علانیہ تھا چور بازاری نہ تھی اس پر صحابہ رضوان اللہ علیہم نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اندر زانی کی درخواست کی یعنی تسعیر و کنٹرول کی تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے قدرتی عرف عام کو نہ تو از رخ مقرر نہ کیا آپ کا نہ تو زنا بالکل صحیح تھا اور زمانہ حال میں جو حکومت غیر مسلمہ نے کنٹرول کیا ہے وہ عرف عام کے درہم برہم ہونے کے بعد کیا ہے اور اب مجبوراً یہی عرف عام ہو گیا ہے اس لئے کہ عرف عام قدیم ارزانی کا تو رہا نہیں پھر اگر اس پر بھی عمل نہ کیا جائے گا تو بلیک والوں کا ظلم حد سے زائد گرانی عوام الناس کی حق تلفی و محرومی اور تکلیف شدید ہوگی جس سے نظام صلح کے درہم برہم ہونے کا اندیشہ ہے لہذا یہی حکومت کا مقرر کردہ نرخ مجبوراً عرف عام قرار پائے گا اور نسبتاً بلیک سے اس میں رفاه عام بھی ہے اور نسبتاً عرف عام کے قدر سے قریب بھی ہے لہذا اسی کا اعتبار ہوگا اور عرف عام وہ ہوتا ہے جو ہر شخص مسلم، غیر مسلم صلح غیر صلح سب میں بلا کسی اعتراض کے مروج ہوتا ہے اور ظاہر و علانیہ ہوتا ہے چوروں اور ڈاکوؤں کے معاملہ کی طرح چھپ کر نہیں ہوتا جیسے کہ بلیک والے کرتے ہیں لہذا بلیک عرف عام نہیں ہو سکتی پس ناجائز و حرام ہوگی اب بلیک یا چور بازاری کے موافق یا اس کے ابطال کے دلائل ملاحظہ ہوں۔

دلیل اول :- یہ کہ اس میں چوری ہوتی ہے اور اس کا نام ہی چور بازاری ہے جو گناہ ہیں اور اگرچہ وہ بعض اہل کاروں کو رشوت سے کردن و ہارے بلیک کرتے ہیں وہ اہل کار بھی حکومت کے چور ہیں اور رعایا و عوام الناس کے بھی چور کہ ان کا حق کاٹ کر گرانی شدید سے دوسروں کے جیتے ہیں اور غرباء بے چارے محروم رہ جاتے ہیں ان کو کما جاتا ہے کہ مال ہی نہیں آیا اور ردی مال کتنے کا کفن ان کو دکھاتے اور جیتے ہیں حالانکہ لہجہ مال دکان میں کافی ہوتا ہے اور چوری کرنا حرام و ممنوع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے

لا یسرق السارق حین یسرق وہو مؤمن

(صحیح بخاری و مسلم و مشکوٰۃ نمبر ۹)

یعنی چور چوری کرتے وقت ایماندار نہیں رہتا،

دلیل دوم :- یہ کہ اس میں جھوٹ بولا جاتا ہے کہ حکومت سے کنٹرول نرخ پر نیچے کے لئے مال لاتے ہیں اور پھر اس کے مطابق نہیں نیچے تو ایک جھوٹ تو حکومت کے سامنے بولا دوسرا یہ کہ جب غرباء و عوام الناس کنٹرول نرخ پر مال لینے آتے ہیں تو ان کو کہہ جیتے ہیں کہ مال نہیں آیا یا بلیک گیا حالانکہ مال دکان میں کافی ہوتا ہے جس کو وہ بلیک کرتے ہیں تیسرا جھوٹ یہ کہ کوئی تفتیش کے لئے آتا ہے تو کہہ جیتے ہیں کہ ہم بلیک نہیں کرتے کنٹرول ریٹ پر ہی نیچے ہیں اور جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ اور حرام ہے اور بحکم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَقُوا اللَّهَ وَتَوَلَّوْا قَوْلًا سَدِيدًا - ۷۰ سورة الاحزاب

”اللہ سے ڈرو اور بات کلی سچی کو“ سچ بولنا فرض اور جھوٹ بولنا حرام ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اصد قوا اذا اصد شتم رواہ احمد والبیہقی (مشکوٰۃ ص ۲۰۸)

جب بولو سچ بولو صیغہ امر و وجوب کے لئے ہے لہذا سچ بولنا فرض اور ترک فرض حرام قطعی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جھوٹ بدکاری اور بد معاشی کا راستہ دکھاتا ہے اور بدکاری و بد معاشی دوزخ کی راہ دکھاتی ہے (صحیح بخاری و مسلم مشکوٰۃ نمبر ۲۰۲) پس بلیک والے دوزخ کی طرف چلتے ہیں،

دلیل سوم :- بیع بلیک میں عہد شکنی بھی ہوتی ہے کہ حکومت سے کنٹرول نرخ کا عہد کر کے مال لاتے ہیں اور پھر عہد توڑ کر کنٹرول نرخ پر نہیں نیچے اور بلیک نیچے ہیں یعنی ایسی شدید گرانی سے نیچے ہیں جس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے مال کی نیچے ہیں لوگوں کو لٹتے ہیں اور حکم بقول باری تعالیٰ وَأَوْفُوا بِعَهْدِكُمْ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَالْعَهْدُ كَانَ مُتَوَلَّاتًا ۳۴ سورة الإسراء عہد کو پورا کرنا فرض ہے اور ترک فرض اور عہد شکنی ممنوع اور حرام قطعی ہے، بلکہ بحکم حدیث نبوی گناہ کبیرہ و نفاق و بے ایمانی ہے،





خواہ وہ اشیاء از قسم طعام ہوں یا غیر طعام الثا کر کے دوزخ میں ڈالا جائے گا یعنی بلیک نیچنے والا، ایسے ہی ایک اور حدیث بھی عام ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم من احتکر حکرۃ یرید ان یغالی بہا علی المسلمین فمونا طنی انتہی رواہ الحاکم فی المستدرک ذکرہ الحافظ وسکت عنہ (تحفۃ الاحوذی ج ۳ ص ۲۳۵)

جو شخص اشیاء ضروریہ کو مسلمانوں پر گرانی کرنے کے ارادے سے روکتا ہے وہ گنہ گار ہے، یہ تمام حدیثیں ہر قسم کی اشیاء کے احتکار میں عام ہیں اور قیاس سے بھی احتکار کا معنی عام ثابت ہو چکا ہے تو اب بعض علماء کا احتکار کو طعام کے ساتھ خاص کرنا صحیح نہیں ہے اس لئے کہ ان کا استدلال بعض روایات میں طعام کے ذکر سے ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ احتکار کے ایک فرد کی تخصیص ہے تخصیص نہیں جس کی تحقیق نیل الاوطار جلد ۷ ص ۸۷ میں ہے کہ اس قسم کی تخصیص و تصریح سے تخصیص و تنقید کا خیال مفہوم لقب ہے جو جمہور محدثین کے نزدیک معتبر نہیں جیسا کہ اصول حدیث میں مصرح ہے انتہی نیز اگر طعام کے ساتھ احتکار کو خاص کیا جائے تو پھر اوپر کی اسعار المسلمین والی حدیث کے ساتھ تعارض واقع ہوگا لہذا تطبیق یا توجیہ یہی ہے کہ وہ احتکار کے ایک فرد کی تخصیص ہے تخصیص نہیں، کما فی نیل الاوطار

پس ثابت ہو کہ طعام کے ساتھ احتکار کو مخصوص کرنا حدیث نبوی و جمہور محدثین و اصول حدیث کے خلاف ہے اور وہ بلیک بالکل احتکار ہی ہے جو آج کل چاول، چھنی، گیہوں اور اس کے آٹے، سوت کپڑے اور کاغذ وغیرہ میں ہو رہا ہے بالکل حرام ہے شریعت کا اصل منشا احتکار سے منع کرنے کا یہ ہے کہ عوام الناس کو زندگی کی ضروریات کے عدم یا قلت سے تکلیف نہ ہو کہ جس سے ان کی زندگی برباد یا تلخ ہو جاوے اور نظام صالح کے درہم برہم ہونے کا اندیشہ ہے چنانچہ اس امر کا ذکر دلیل ہفتم میں آنے گا اور جیسے کہ طعام کی بندش یا قلت و گرانی میں لوگوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے ایسے ہی سوت کپڑے کاغذ ادویہ وغیرہ ضروریات زندگی کے عدم یا قلت میں ہوتی ہے لہذا ان کل اشیاء میں بلیک حرام ہے۔

دلیل ہفتم :- ہر قسم کی اشیاء ضروریات زندگی کی بلیک میں مسلمانوں کو مشقت اور تکلیف میں ڈالنا ہوتا ہے جو بحکم حدیث نبوی ناجائز و حرام ہے،

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم من یثاق لیشتق اللہ علیہ یوم القیمۃ انتہی (صحیح بخاری ج ۶ ص ۱۰۵۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص لوگوں پر مشقت ڈالے گا اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کو مشقت میں ڈالے گا یہ وعید شدید بلیک کی حرمت میں بین دلیل ہے۔

دلیل ہشتم :- بلیک میں فریب، دغا بازی، جعل سازی اور دھوکہ بازی بھی ہوتی ہے کہ فرضی پر مٹ بنا کر دھوکہ دے کر مال وصول کر کے بلیک کرتے ہیں جو بحکم حدیث نبوی حرام و ناجائز ہے

قال رسول اللہ علیہ وسلم من غش فلیس منا اخرجہ (الترمذی فی جامعہ وقال حسن صحیح، (ترمذی ص ۱۴۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے یعنی مجھ سے اور میری امت سے الگ ہے پس یہ بھی بلیک کی حرمت کی دلیل ہے نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرمایا

لمعون من ضار مؤمن او مکربہ (رواہ الترمذی مشکوٰۃ ص ۳۴۰) یعنی جو شخص کسی مومن کو ضرور پہنچاتا ہے یا اس کے ساتھ مکرو فریب کرتا ہے اور دھوکہ دیتا ہے وہ ملعون ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ

المومن غر کریم والغا جرب لیم رواہ ابو داؤد الترمذی والحاکم (جامع صغیر نمبر ۸۳)

مومن بھولا اور شریف المطمع ہوتا ہے سخی یا مروت ہوتا ہے اور بد معاش دھوکہ باز نخیل، یہ حدیثیں بھی بلیک کی حرمت کی دلیل ہیں کہ بلیک کرنے والا دھوکہ بازی کرتا ہے،

دلیل نهم :- بلیک میں حدیث نبوی



الدین النصیر لہد وارسلہ والا مسلمین دعائمہ انتہم (صحیح بخاری نمبر ۱۳ جلد ۱)

کی بھی مخالفت ہے کہ حدیث میں مسلمانوں کی خیر خواہی و بھلائی کی تعلیم ہے اور بلیک میں مسلمانوں کی بدخواہی و تکلیف اور حق تلفی ہے لہذا حرام ہے۔

دلیل و ہم :- بلیک میں حدیث نبوی

لایؤمن احدکم حتی یحب لانیہ ما یحب لنفسہ (صحیح بخاری ص ۶ ج ۱)

کی بھی مخالفت ہے کہ حدیث سے ثابت ہے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہیں ہو سکتا ناوقتے کہ وہ مسلم بھائی کے لئے وہ امر پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور بلیک والا لپٹنے بھلائی و سرمایہ داری چاہتا ہے اور دوسرے مسلم بھائی کے لئے بدخواہی اور اس کا مال لوٹنا، لہذا ناجائز و حرام ہے۔

دلیل یا زد ہم :- حدیث نبوی میں ہے،

الاثم ما حاک فی صدرک و کرہت ان یطلع علیہ الناس (رواہ مسلم مشکوٰۃ ص ۲۲۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا گناہ وہ ہے جس کا تیرے سینے میں کھٹکا و شبہ گذرے اور لوگوں کا اس پر مطلع ہونا تجھ کو ناگوار گذرے اور اسلام کے مدعی کو اس کے عدم جواز کا شبہ ضرور ہوتا ہے اور اگر بالفرض یہ بھی نہ ہو تو لوگوں کا اس پر مطلع ہونا جن سے کہ وہ بلیک والا بھپاتا ہے خصوصاً تفتیش کرنے والوں سے تو ضرور ہی اس کو ناگوار ہوتا ہے اس سے تو انکار ہو ہی نہیں سکتا لہذا یہ گناہ اور ناجائز و حرام ہے،

دلیل دوازو ہم :- یہ کہ شریعت اسلامیہ میں بیع و شراہ میں کتاب و سنت کے عموم یا خصوص کا اعتبار ہے یا عرف عام کا قال اللہ تعالیٰ وَأَمْرٌ لِمَعْرُوفٍ. (پ ع ۱۳) اور صحیح بخاری میں ہے

باب من اجری الاموال صار علی ما یبتاعون فی البیوع والایجارۃ والکلیل والوزن و سنتہم علی نیا تم و مذاہم المشورۃ. وقال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لہذا خذ فی ما یحکفیک و وادک بالمعروف وقال اللہ تعالیٰ من کان فقیرا فلیکل بالمعروف انتہی لمنصا (ج ۱ ص ۳۹۴)

خلاصہ یہ کہ بیع و شراہ وغیرہ معاملات کا مدار اعتبار کتاب و سنت یا عرف عام پر ہے اور یہ سبب اولہ مذکورہ بالا بلیک نہ کتاب و سنت کے مطابق ہے نہ عرف عام کے بلکہ ان کے مخالفت ہے اس لئے کہ عرف عام قدیم ارزانی کا تو قطعاً نہیں اور نہ ہی عرف عام حال کا ہے جو یہ سبب کنٹرول حکومت کے مجبوراً عرف عام ہو گیا ہے اس لئے صرف عرف عام اعلانیہ و ظاہر ہوتا ہے اور بلیک بھپ کر چوری سے ہوتی ہے لہذا یہ عرف عام نہیں ہو سکتی ہے پس حکومت کا نرخ مجبوراً عرف عام ہو گا اس لئے اگر یہ بھی نہ ہو گا تو پھر اور کیا عرف عام ہو گا اور پھر بلیک حرام ہوگی،

دلیل سیزو ہم :- لَأَن تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِبَاطِلٍ (پ ۲)

لوگو ایک دوسرے کے مال کو آپس میں باطل طریقے سے نہ کھاؤ، باطل کا طریقہ بڑا وسیع ہے اور اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ بلیک امر باطل ہے لہذا ناجائز و حرام ہے،

دلیل چھارو ہم :- اولہ مذکورہ بالا یعنی براہین شرعیہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ بلیک ناجائز و حرام ہے تو بحکم حدیث نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

دع ما یریبک الی ما یریبک اخرجہ (التزیدی)

وغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس امر میں تم کو شک اور قلق ہو اس کو چھوڑ کر یقینی امر پر عمل کرو اب کوئی بالکل ہی سیاہ قلب ہو گا کہ جس کا دل مسح ہو گیا ہو گا ہی



بلیک میں شبہ نہ کرے گا کہ شیطان کا اس پر پورا قبضہ ہے ورنہ مسلم کو ضرور کم از کم وہ دل میں لھٹکتی ہے لہذا حرام ہے اور اس کا ہتھوڑنا فرض دو واجب ہے ہذا واللہ اعلم (۲۵ جولائی ۱۹۳۷ء)

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

## فتاویٰ ثنائیہ امرتسری

جلد 2 ص 458

محدث فتویٰ